فروری ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

پسرش یادگار می بینم

فرزند دلبند گرامی ارجمند

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ــــ المصلح الموعود

وہ مَیں ہی ہُوں

(فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ....)

"اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت مَیں اِس امر کا اقرار کرتا ہُوں کہ وہ مُصلح موعود جس نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دُنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدّر تھا کہ وہ .... (دینِ حق) اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اُس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا وہ مَیں ہی ہُوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پُوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔"

(الموعود صـ ۶۷-۶۶)

احمدی نوجوانوں کے لیئے !!

فروری ۱۹۹۵ء
تبلیغ ۱۳۷۴ ہش

جلد ۴۲ | قیمت ۵ روپے، سالانہ ۵۰ روپے | شمارہ ۲

(ایڈیٹر)
سید مبشر احمد ایاز

پبلشر: مبارک احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

فہرست مضامین

اداریہ

جنگ بدر کا قصہ مت بھولو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ بالا رؤیا اپنے اندر گہری حکمتیں رکھتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کارگر اور کبھی کند نہ ہونے والا حربہ دعا کا حربہ ہے۔ کیونکہ بدر کے میدان میں ایک ہزار کے مسلح فوجی جوانوں کے لشکر کو مٹھی بھر نہتے افراد نے کیسے شکست فاش سے دوچار کر دیا تھا؟ یہ جنگ آخر کیسے جیتی گئی تھی؟ دراصل یہ جنگ بدر کے میدان میں نہیں بلکہ اس خیمہ میں لڑی گئی تھی جہاں دونوں جہانوں کے سردار ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آستانہ پر جھکے ہوئے دعائیں کر رہے تھے کہ اے میرے مولا! اگر آج یہ مٹھی بھر نوجوان مارے گئے تو پھر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ آج اگر تو ان کا والی بن کر نہ آیا تو پھر کون تیرا نام لے گا! عجیب اتفاق ہے کہ یہ جنگ روزوں کے مہینہ میں ہی لڑی گئی تھی اور دعا اور روزوں کا ویسے بھی چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اسی طرح اس زمانہ میں جب "دین حق" پر چاروں طرف سے کفر کی فوجوں نے یورش کر دی اور "دین حق" کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا اور اس کو ایک مردہ مذہب قرار دیا گیا تو اس کی زندگی کو بحال کرنے کے لئے، اس کو بچانے کے لئے اور کفر کی فوجوں کو دین حق کی صداقت کا نشان دکھانے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے چالیس دن تک مسلسل روزے رکھے اور خدا سے دعائیں کیں اور اس طرح بدر کے میدان میں گریہ وزاری کو قبول کرنے والے قادر مطلق خدا نے ایک بار پھر ان تضرعات کو سنا اور بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ دین کی صداقت اور کلام اللہ کے مرتبہ اور شرف کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ کی ساری دعاؤں کو قبول فرمایا اور ایک بیٹے کی خوشخبری دی جنہیں ہماری جماعت میں "مصلح موعود" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا کے دربار میں انہیں مقبول دعاؤں کے طفیل حضرت مصلح موعود کے کارہائے نمایاں کی بدولت آج جماعت احمدیہ پر خدا کے فضلوں اور احسانوں کا سورج غروب نہیں ہوتا اور آج حضرت مصلح موعود کے فرزند مبارک اور نافلۂ مسیح موعود کی آواز شش جہت میں خدا کی حمد کے ترانوں کی صورت میں گونج رہی ہے۔ اس کی حمد کے گیت گا رہی ہے۔ اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہی ہے۔

اب ایک بار پھر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، بلکہ یوں کہیئے کہ ہمیں نصیب ہو رہا ہے اور رمضان کا مہینہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت ایک خاص جوش پر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہامی شعر اس کی رحمتوں کے نزول کی خوب عکاسی کرتا ہے۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

پس برکتوں اور دعاؤں کی قبولیت کے مہینہ کو ایک بار پھر اپنی دعاؤں کے ذریعہ فیصلہ کن مہینہ بنا دیں اور بدر کے قصہ کو نہ بھولتے ہوئے خدائے قادر و ذوالجلال کو بدر کے میدان میں اپنے پیاروں کی نصرت کرنے کا واسطہ دے کر دعائیں کریں کہ اے خدا آج اس کائنات میں تیرے مٹھی بھر نام لیوا ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ کتنے ہیں جو تیرے نام پر قربان ہونے والے ہیں۔ کتنوں کے سہاگ اجاڑ دیئے گئے ہیں۔ سینکڑوں یتیم ہیں جن کی آہوں پر بھی پابندیاں ہیں۔ ایک ظلم کا بازار گرم ہے۔ تُو خود آ!

تو خود اتر کے آ کہ سیاہ تر ہے کائنات

تو خود آ اور آ کے ان دشمنوں سے خود نبٹ اور وہ ظالم جو تیرا نام لے کر ظلم و ستم کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں اور خدا بنے بیٹھے ہیں ان کو پکڑ اور اپنے پیارے کی زبان سے کیا ہوا وعدہ ایک بار پھر پورا کر۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(نوٹ:۔ "جنگ بدر کا قصہ مت بھولو" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رؤیا "تذکرہ" ایڈیشن سوم صفحہ ۷۸۵ پر درج ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو اس غرض کے لئے قائم کیا ہے کہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ جب تک انسان اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے نہیں بچاتا اسے خدا نہیں مل سکتا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی عادت پیدا ہو اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ تفسیر سورۃ الانشقاق)

غور سے سنو!

—— اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے سنو!!

"اس سلسلہ کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتریں گے اور روز بروز یہ سلسلہ پھیلتا جائے گا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام ان ممالک تک جو آپ پر یقین نہیں رکھتے ضرور پہنچے گا اور جس طرح پہاڑوں سے دریا نکلتے ہیں اور پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کی نہریں میرے ذریعہ ساری دنیا میں جاری ہوں گی۔ اسلام دنیا میں جیتے گا اور ضرور جیت کر رہے گا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم ان لوگوں کے دشمن ہیں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ ہم ان کے حقیقی خیر خواہ ہیں اور ان کی خیر خواہی سے مجبور ہو کر ہی ان کو سمجھاتے ہیں۔ جس طرح ایک ماں جب دیکھتی ہے کہ اس کا بچہ کنوئیں میں گرنے لگا ہے تو وہ پوری کوشش کر کے اس کو بچاتی ہے۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ہم ....(دین حق) کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر ہم یہ بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ سچائی کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہمارے مخالف اگر ایمان نہ بھی لائیں تو بھی ان کو چاہیئے کہ ہماری خیر خواہی کے قائل ہوں اور اس بات کو مانیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں ان کی ہمدردی کے لئے کہتے ہیں اور کہتے چلے جائیں گے۔ چاہے وہ ہم کو کتنے دکھ کیوں نہ دیں، کتنی تکلیف کیوں نہ پہنچائیں، خواہ وہ ہمیں آروں سے چیر دیں، خواہ شیروں کے آگے ڈالیں، پتھروں سے سنگسار کریں، پہاڑوں سے گرا کر ہلاک کریں، سمندر میں پھینک دیں، ہم خدا کا نام لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی ذمہ واریوں کو ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم یہ آواز بلند کرتے چلے جائیں گے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ تعلیم ضرور پھیل کر رہے گی اور زبردست سے زبردست قومیں بھی ہمارے رستہ میں اگر کھڑی ہوں گی تو وہ ناکام ہوں گی۔ بے شک ہمارے جسموں کو وہ مٹا سکتی ہیں مگر ہماری روحیں بلند ہوں گی اور یہ پیغام بند نہ ہوگا۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ ہماری آواز کو سنو۔ اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے سنو! اور اس آواز کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہو رہی ہے غور سے سنو اور سمجھنے کی کوشش کرو"۔

(اہل لدھیانہ سے خطاب۔ بحوالہ الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

پیشگوئی مصلح موعود

قدرت اور قربت اور رحمت کا نشان

"ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا ... (دین حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ یہ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار

کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان اللہ امراً مقضیاً"۔

"پس اگر تم نے "خالد" جاری کیا ہے تو اس کی خریداری بھی بڑھاؤ"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح۔ سالانہ اجتماع ۱۹۵۴ء)

شکریہ

اس شمارہ کے سرورق پر چھپنے والی حضرت مصلح موعود کی تصویر کے لئے ہم انچارج صاحب خلافت لائبریری کے ممنون ہیں جنہوں نے ہمیں یہ تصویر فراہم کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح جنوری کے سرورق پر چھپنے والی تصویر ہمیں برادرم مکرم انتصار نذر صاحب نے فراہم کی تھی۔ ہم ان کے اور ان کے بھائی مکرم افتخار نذر صاحب کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے ہالینڈ سے تصویریں ارسال فرمائیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مُبارک رُؤیا

خُدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر "مصلح موعود" ہونے کا انکشاف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت سیدہ امِ طاہر کی علالت کے باعث لاہور میں قیام پذیر تھے۔ اس سفر میں حضرت صاحب کا قیام مکرم شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے، ایل ایل بی ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ۱۳ ٹمپل روڈ میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے قیام لاہور کے دوران (غالباً) ۵۔۶ صلح/جنوری ۱۹۴۴ء (۱۳۲۳ ہش) کی درمیانی شب کو ایک عظیم الشان رؤیا کے ذریعہ آپ پر یہ انکشاف فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو جس موعود بیٹے کی پیدائش کا اعلان ہوشیار پور کی سرزمین سے فرمایا تھا اور جس کے متعلق یہ بتایا گیا تھا کہ وہ مسیحی نفس ہوگا، جلد از جلد بڑھے گا، علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی وغیرہ وغیرہ، اس پیشگوئی کے مصداق آپ ہی ہیں۔

خدائے ذوالعرش کے اس انکشاف کے بعد حضرت صاحب مؤرخہ ۲۷ جنوری قادیان تشریف لائے اور اگلے روز ۲۸ جنوری کو مسجد اقصیٰ قادیان کے منبر پر رونق افروز ہو کر ایک مفصل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں پہلے تو اپنی تازہ رؤیا بالتفصیل بیان فرمائی اور پھر یہ پرشوکت اعلان فرمایا کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ چنانچہ حضرت صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے لیکن چونکہ بعض نبوتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے میں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک نہیں سکتا۔

جنوری کے پہلے ہفتہ میں غالباً بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو (میں نے غالباً کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ میں اندازہ سے کہہ رہا ہوں کہ وہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات تھی) میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں رؤیا و کشوف بیان کروں لیکن چونکہ اس رؤیا کا تعلق بعض اہم امور سے ہے، نہ صرف ایسے امور سے جو کہ میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ایسے امور سے بھی جو بعض انبیاء کی ذات اور ان پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ صرف وہ بعض سابق انبیاء کی ذات اور ان کی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ آئندہ رونما ہونے والے دنیا کے اہم حالات سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس رؤیا کا اعلان کروں اور میں نے اس کے اعلان سے پہلے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں دعا بھی کی ہے اور استخارہ بھی کیا ہے تاکہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی بات خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے خلاف نہ ہو۔

وہ رؤیا یہ تھا کہ میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں بہرحال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو جس فوج سے جس کے پاس میں ہوں برسرپیکار ہے، یہ معلوم کرلیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کردیا ہے اور حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کردیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی اس کا اس وقت مجھے خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہوگئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیئے۔ اس وقت رؤیا میں صرف یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہوں اور کوئی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جارہی ہے کہ میلوں میل میں ایک آن میں طے کرتا جارہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آرہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں

اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جارہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے۔ اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب بھی وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے۔ دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پگڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پگڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیئے اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر میرا ایک ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اس لئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گذرنے والی ایک پگڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں اس طرف، اس طرف نہیں اس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔

جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں میں اسی راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رؤیا میں میں اس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ اس وقت میری آنکھ کھلی۔

(اس جگہ کی شکل رؤیا کی مطابق اس طرح بنتی ہے)
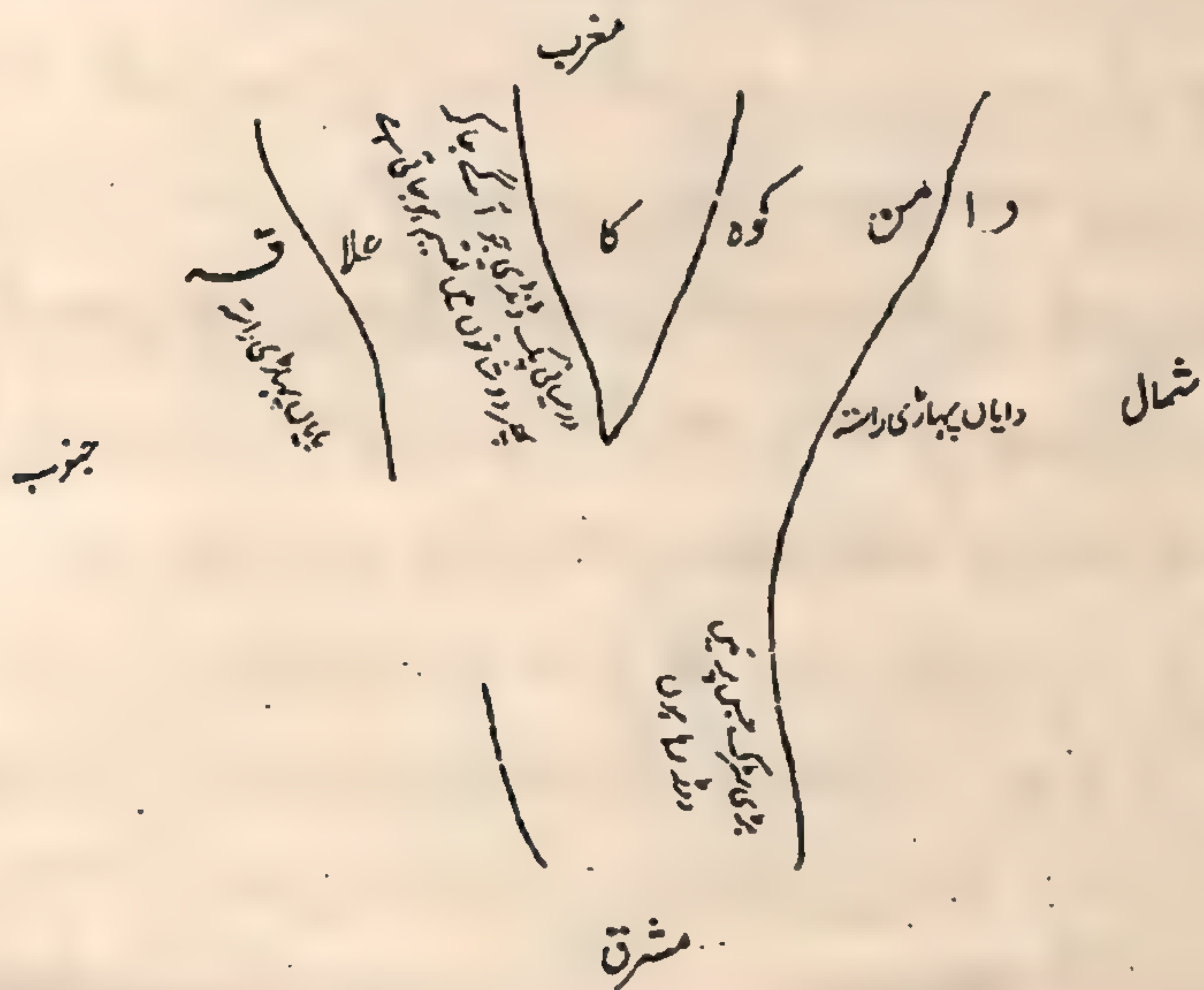
معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے اس میں بائیں راستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں راستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستہ پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امۃ وسطاً قرار دیا ہے۔ اسی وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی اور چھوٹی پگڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا اس رستہ کے بعد پانی آئے گا اور اس کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے یہ کہا وہ پانی کہاں ہے؟ تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اسی وقت دیکھا جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ

ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بئے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے بئے کے گھونسلے سے سفیدی زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور ان کے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو ان کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیز جن پر یہ لوگ سوار ہیں ان کے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں اور جب اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے چنانچہ میں عربی بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح ان کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اس کشتی نما بت والا جس پر میں سوار ہوں یا اس کے ساتھ کے بت والا بت پرستی چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا، اور دوسرے کے بعد تیسرا، اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا، مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا، پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں، میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی

گہرائی میں ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس لئے میں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں ان کو عربی میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں کی جا رہی ہیں۔ جیسے خطبہ الہامیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا، غالباً کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اس کو مخاطب کر کے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے میں اب آگے جاؤں گا اس لئے اے عبدالشکور! تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو ..... (دین حق) کی تعلیم پر حامل بنائے۔ میں واپس آکر تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں ..... (دین حق) کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں......... اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں انا المسیح الموعود۔ اس کے بعد میں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے "وانا المسیح الموعود مثیلہ خلیفتہ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب ہی میں مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً

میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلہ میں اس کا نظیر ہوں و خلیفتہ اور اس کا خلیفہ ہوں- یہ الفاظ اس سوال کو حل کردیتے ہیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کو کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا- پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں "وہ میں ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کررہی تھیں" تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں، جن کے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں- مجھے السلام علیکم کہتی اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں "ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم انیس سو سال سے آپ کا انتظار کرتی تھیں"- اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم ..... (دین حق) اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیاں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے- رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے خاص توجہ دلائی گئی تھی- اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کرکے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوجائے گی- تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا اس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کردے گی- اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے- چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے- جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم ان کو ہمارے حوالے کردو- اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں- ہم لڑ کر فنا ہوجائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے- تب میں کہتا ہوں دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی-

اس کے بعد میں پھر ان کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کرکے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہوگیا ہوں- اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں- چنانچہ اسی لئے میں اس

بقیہ صفحہ ۴۰

مُصلح موعُود کی اٹھاون علامات

حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

"اول(۱):۔ یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لڑکا خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا۔ یعنی وہ زندہ رکھا جائے گا تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہو۔

دوسرے(۲):۔ وہ رحمت کا نشان ہوگا یعنی اس کے ظہور سے احمدیت کی ترقی ہوگی اور مخالفین اسلام کے حملوں سے نجات حاصل ہوگی۔

تیسرے(۳):۔ وہ قربت کا نشان ہوگا یعنی کچھ لوگ اس جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گرانے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں گے، ان کے حملوں کا وہ دفاع کرے گا اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام اور درجہ لوگوں پر ظاہر کردے گا۔

چوتھے(۴):۔ وہ فضل کا نشان ہوگا یعنی سلسلہ کی ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہوگی۔

پانچویں(۵):۔ وہ احسان کا نشان ہوگا یعنی مقاصد کی تکمیل اس کے ذریعہ سے ہوگی۔

چھٹے(۶):۔ وہ فتح کی کلید ہوگا۔

ساتویں(۷):۔ وہ ظفر کی کلید ہوگا۔

آٹھویں(۸):۔ وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

نویں(۹):۔ وہ صاحب عظمت ہوگا۔

دسویں(۱۰):۔ وہ صاحب دولت ہوگا۔

گیارہویں(۱۱):۔ وہ اپنے مسیحی نفس سے لوگوں کو بیماریوں سے شفا دے گا۔

بارھویں(۱۲):۔ وہ روح الحق کی برکت اپنے ساتھ رکھتا ہوگا۔

تیرھویں(۱۳):۔ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

چودھویں(۱۴):۔ وہ کلمۂ تمجید سے بھیجا جائے گا۔

پندرھویں(۱۵):۔ وہ سخت ذہین ہوگا۔

سولہویں (۱۶):- وہ سخت فہیم ہوگا۔

سترھویں (۱۷):- وہ دل کا حلیم ہوگا۔

اٹھارہویں (۱۸):- وہ علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا۔

انیسویں (۱۹):- وہ علوم باطنی سے پر کیا جائے گا۔

بیسویں (۲۰):- وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اکیسویں (۲۱):- دو شنبہ سے اس کا خاص تعلق ہوگا۔

بائیسویں (۲۲):- وہ فرزند دلبند ہوگا۔

تئیسویں (۲۳):- گرامی ارجمند ہوگا۔

چوبیسویں (۲۴):- مظہر الاول ہوگا۔

پچیسویں (۲۵):- مظہر الاخر ہوگا۔

چھبیسویں (۲۶):- وہ مظہر الحق ہوگا۔

ستائیسویں (۲۷):- مظہر العلاء ہوگا۔

اٹھائیسویں (۲۸):- وہ ایسا ہوگا جیسے خدا نے اس زمانے میں آسمان سے نزول کیا۔

انتیسویں (۲۹):- اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

تیسویں (۳۰):- اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

اکتیسویں (۳۱):- وہ نور ہوگا۔

بتیسویں (۳۲):- وہ رضاء الٰہی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

تینتیسویں (۳۳):- اس میں خدا اپنی روح ڈالے گا۔ یعنی کلام الٰہی اس پر نازل ہوگا۔

چونتیسویں (۳۴):- خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

پینتیسویں (۳۵):- وہ جلد جلد بڑھے گا۔

چھتیسویں (۳۶):- وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

سینتیسویں (۳۷):- وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

اڑتیسویں (۳۸):- قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

انتالیسویں (۳۹):- اس کا نفسی نقطہ آسمان ہوگا۔

چالیسویں (۴۰):- وہ دیر سے ظاہر ہوگا۔

اکتالیسویں (۴۱):- وہ دور سے آئے گا۔

بیالیسویں (۴۲):- وہ فخر رسل ہوگا۔

تینتالیسویں (۴۳):- اس کی ظاہری برکتیں تمام

جہان پر پھیلیں گی۔

چوالیسویں (۴۴):۔ اس کی باطنی برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

پینتالیسویں (۴۵):۔ یوسف کی طرح اس کے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔ جیسے میں نے بتایا کہ قوم کے لیڈر میرے مخالف ہو گئے۔

چھیالیسویں (۴۶):۔ اس کی کئی شادیاں ہوں گی۔

سینتالیسویں (۴۷):۔ وہ عالم کباب ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم بھی میرے زمانہ خلافت میں ہوئی اور اب دوسری جنگ عظیم بھی میرے زمانہ میں ہی ہو رہی ہے۔

اڑتالیسویں (۴۸):۔ وہ بشیر الدولہ ہوگا یعنی جس حکومت میں وہ ہوگا خدا اس حکومت کی فتح کی خبر اسے دے گا۔

انچاسویں (۴۹):۔ وہ محمود ہوگا۔

پچاسویں (۵۰):۔ وہ ذکی ہوگا۔

اکیاون (۵۱):۔ وہ الولوالعزم ہوگا۔

باون (۵۲):۔ وہ حضرت عمرؓ کی طرح دوسرا خلیفہ ہوگا۔

ترپن (۵۳):۔ وہ حسن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

چون (۵۴):۔ وہ احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

پچپن (۵۵):۔ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

چھپن (۵۶):۔ وہ کلمۃ اللہ خان ہوگا۔

ستاون (۵۷):۔ وہ ناصر الدین یعنی دین کی مدد کرنے والا ہوگا۔

اٹھاون (۵۸):۔ وہ فاتح الدین ہوگا۔

یہ وہ اٹھاون نام یا پیشگوئیاں ہیں جن کا الہامات میں ذکر آتا ہے"۔

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء)

وضاحت

جنوری کے شمارہ صفحہ ۲۳، سطر نمبر ۱۳ کو یوں پڑھا جائے۔ "جس نے زناکاری کر کے اپنے خسر کے خون سے دو بچوں.... کو جنم دیا"۔

اسی طرح صفحہ ۲۴ سطر نمبر ۲ پر "یہوداہ" پڑھا جائے۔

دعویٰ مُصلح موعُود کا پُرشوکت اعلان

عظیم الشان تاریخی جلسوں کا انعقاد

مصلح موعود کا ظہور مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچادینے والا واقعہ تھا۔ ہزاروں سال سے انبیاء اور صلحاء اس کی پیشگوئی کرتے چلے آئے، انیس سو سال سے کنواریاں جس کے انتظار میں تھیں۔ خدا کی رحمت کے اس عظیم الشان نشان کی اہمیت کے تحت ۱۹۴۴ء کے آغاز میں ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جلسوں کا انعقاد ہوا۔ یہ چاروں جلسے ایک الگ الگ شان کے حامل اور روح پرور، ایمان افروز اور کامیاب جلسے تھے۔ جن میں خود حضرت مصلح موعود نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور اپنی پر شوکت تقریروں میں اپنے دعویٰ مصلح موعود کا حلفیہ اور پر جلال اعلان فرما کر اہل ہندوستان اور ساری دنیا پر حجت تمام کردی۔

مصلح موعود کا اہل ہوشیار پور سے پر شوکت خطاب

اعلان مصلح موعود کے سلسلہ میں پہلا جلسہ عام ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں ہوا۔ دعاؤں اور جناب باری تعالیٰ کے حضور اظہار عقیدت کے بعد سیدنا المصلح الموعود نے ایک نہایت وجد آفرین اور پر شوکت تقریر فرمائی۔ جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کے بعد بتایا کہ یہ پیشگوئی کس طرح نہایت مخالف حالات کے باوجود خارق عادت رنگ میں ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحب نے اس انکشاف سے متعلق اپنی تازہ رؤیا بھی بڑی شرح و بسط سے بیان کی اور پھر فرمایا:۔

"میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ و تصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے۔ الاماشاءاللہ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ۔ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ

اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہو گی اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے وقت پر آئیں گے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی۔ جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ نو سال کے عرصہ میں پیدا ہو گا وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے"۔

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

جلسہ لاہور

اعلان ظہور مصلح موعود کے لئے دوسرا عظیم الشان جلسہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں ہوا۔ سیدنا المصلح الموعود نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں اپنے خاندانی حالات اور پھر ۱۹۱۴ء کے اختلافات سلسلہ کی تاریخ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود سے متعلق بشارت اور اس کے ظہور پذیر ہونے کا تذکرہ نہایت دلکش انداز میں کرنے کے بعد فرمایا:۔

"دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں ضرور بیٹا پیدا ہو گا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ایک جماعت کا امام بنے گا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا...... یقیناً کوئی انسان ایسی باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا...... غرض خدا تعالیٰ کی تازہ تائیدات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اس کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہے۔ اس طرح وہ پیشگوئی جو آج سے انسٹھ سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کی گئی تھی کہ میں تجھے ایک بیٹا عطا کروں گا جو خدا تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہو گا۔ جو خدا تعالیٰ کی قدرت

کا نشان ہوگا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کا نشان ہوگا۔ اس کے ذریعہ ....(دین حق) اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ وہ پیشگوئی بڑی شان اور جاہ و جلال کے ساتھ پوری ہوگئی۔ آج سینکڑوں ممالک زبان حال سے گواہی دے رہے ہیں کہ میرے زمانۂ خلافت میں ہی .....(دین حق) کا نام ان کو پہنچا۔ میرے زمانۂ خلافت میں ہی احمدیت کے نام سے وہاں کے رہنے والوں کے کان آشنا ہوئے"۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں ہوشیارپور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دُنیا میں پھیل کر رہے گا۔ اگر لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لیئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا"

(الفضل ۱۹ ؍ فروری ۱۹۶۰ء)

حضرت سیدنا المصلح الموعود کا حلفیہ اعلان

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود دوبارہ کھڑے ہوئے اور اہل لاہور کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نہایت پر جلال تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت صاحب نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت درجہ پر شوکت الفاظ میں اعلان عام فرمایا کہ:۔

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی نہیں بچ سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ ....(دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی"۔

اختتامی کلمات

سیدنا المصلح الموعود کی دوسری اور اختتامی معرکۃ الاراء تقریر مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم ہوئی:۔

''اے اہل لاہور! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ میری زبان سے خدا بول رہا ہے۔ میرے سامنے ...(دین حق) کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبایا جائے گا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گا وہ ذلیل کیا جائے گا، وہ رسوا کیا جائے گا، وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ...(دین حق) کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ میں ایک انسان ہوں۔ میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے......

..... اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہو گیا۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آگئے تو بے شک سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو۔ تمہارا انجام کیا ہو گا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا''۔ (الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

جلسہ لدھیانہ

دعویٰ مصلح موعود کے سلسلہ میں تیسرا مبارک جلسہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو لدھیانہ میں ہوا۔ آپ نے بعض قرآنی دعاؤں کی تلاوت کے بعد اپنا روح پرور خطاب مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع فرمایا:۔

''میں آج اس جگہ اس لئے کھڑا ہوں کہ آج سے ۵۵ سال پہلے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی خبروں اور اس کے ارشاد فرمائے ہوئے حکم کے ماتحت اس شہر لدھیانہ میں ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے بیعت لی تھی اور بیعت کے وقت صرف چالیس آدمی آپ پر ایمان لانے والے تھے۔ یہ ساری کی ساری پونجی تھی جسے لے کر حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوۃ والسلام ..... (دین حق) کی فتح کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ باقی تمام دنیا ہندو، عیسائی، سکھ، ہندوستانی، ایرانی اور برطانوی سب کے سب آپ کے مخالف تھے اور آپ کو مٹادینے پر تلے ہوئے تھے۔ مگر ان مخالفتوں کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو بتایا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا"۔ اس اعلان کے بعد باوجود شدید مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سلسلہ کو بڑھانا شروع کیا"۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد حضرت صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا تذکرہ کیا اور پھر اہل لدھیانہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"ہم نے ہوشیار پور میں بھی ایسا ہی جلسہ کیا تھا مگر وہاں کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ پھر لاہور میں پندرہ ہزار کے مجمع میں میں نے تقریر کی۔ وہاں بھی کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ مجھے کئی دفعہ یہ خیال آتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جن باتوں کا اعلان کیا جاتا ہے ان کی مخالفت لوگ ضرور کرتے ہیں۔ معلوم نہیں میرے اس اعلان کے بعد کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اب تک کسی نے مخالفت کیوں نہیں کی۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج لدھیانہ میں یہ مخالفت بھی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے قانون اور انبیاء کی سنت کے مطابق لدھیانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزاء کیا۔ وہ ایک دائمی حیات پانے والے انسان کے متعلق کہہ رہے تھے کہ مر گیا۔ مگر ہم ان لوگوں سے ناراض نہیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں سے استہزاء کیا۔ ہم ان کے لئے بھی دعا ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! ان لوگوں نے جو کچھ کیا نادانی سے کیا، ناواقفی سے کیا۔ محمد ﷺ کی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے استہزاء کیا۔ مگر اے خدا! تو ان کو معاف کر اور ان کو ہدایت دے اور ان کے قلوب کو سچ کے قبول کرنے کے لئے کھول دے اور جس طرح آج میں نے ان کو دین کے ساتھ استہزاء کرتے دیکھا میں اپنی آنکھوں سے ان کو دین کے لئے قربانیاں کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہوا دیکھوں۔ انہوں نے آج اس بات پر استہزاء کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس پر استہزاء کا اب تک نہ ہونا مجھے حیران کر رہا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آج یہ میری خواہش بھی ان لوگوں کے ذریعہ پوری کردی کیونکہ انہوں نے خوب مخالفت کی

اور ہنسی اڑائی۔ اس قسم کا سلوک اب تک کسی اور شہر میں ہمارے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ سو میں ان لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے میری اس خواہش کو پورا کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ ان کو ہدایت دے اور ایمان بخشے۔

اس وقت اس جلسہ میں لدھیانہ کے لوگ غالباً بہت کم ہوں گے۔ زیادہ تر بیرونی لوگ ہیں لیکن اگر یہاں ایک بھی لدھیانہ کا شخص ہے تو میں اس کے ذریعہ اہل لدھیانہ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اے لدھیانہ کے لوگو! تم نے میری مخالفت کی اور میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم نے میری موت کی خواہش کی مگر میں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثال ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طائف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتھر مارے اور لہولہان کر کے شہر سے نکال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہو کر واپس آرہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں تو اس شہر کو الٹا کر رکھ دوں۔ مگر میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، (میرے ماں باپ میرے جسم اور روح کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہو) فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ ناواقف تھے، نادان تھے، اس لئے انہوں نے مجھے تکلیف دی۔ اگر یہ لوگ تباہ کر دیئے گئے تو ایمان کون لائے گا۔

سو اے اہل لدھیانہ! جنہوں نے میری موت کی تمنا کی۔ میں تمہارے لئے زندگی کا پیغام لایا ہوں۔ ابدی زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام، ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس کے بعد فنا نہیں اور کوئی موت نہیں۔ میں تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی رضا کا پیغام لایا ہوں جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کے لئے کوئی دکھ نہیں رہتا اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دلوں کو ضرور کھولے گی اور دنیا دیکھے گی کہ یہ شہر انشاءاللہ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوگا اور میرے کام میں مرا ممد و معاون بنے گا۔ میں خدا تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں اور اس کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا"۔

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

نیز فرمایا:۔

"آج میں اہل لدھیانہ کو خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا۔ جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ ان لوگوں تک اسے پہنچادیں جو نہیں سن رہے اور میں لدھیانہ والوں کو یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں اور ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی غیر معمولی حالات میں پوری ہو چکی ہے۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عمر اور غلبہ عطا کیا پھر جیسا کہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی میں بھی چار پانچ سو سال قبل بتایا گیا تھا کہ "پسرش یادگار مے بینم" اور جیسا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی بتایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد دی اور پھر ایسا بیٹا عطا کیا جو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نشانوں کے ساتھ کھڑا کیا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کس رنگ میں اور کس طریق سے اپنے کام کو پورا کرے گا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کام ہو کر رہے گا۔ میرے ذریعہ یا مجھ سے دین سیکھنے والے یا کسی اور کے ذریعہ، اور جہاں آج دنیا میں ہر طرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والے موجود ہیں وہاں گھر گھر سے درود کی آوازیں آئیں گی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا"۔

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء)

جلسہ دہلی

مصلح موعود کے ظہور کے اعلان کے سلسلہ میں چوتھا اور آخری جلسۂ عام ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء کو منعقد کیا گیا۔

اہالیان دہلی نے میزبانی کے آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہنگامہ برپا کرتے ہوئے جلسہ کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ طائف کے سنگدل لوگوں کے نمونہ پر چلتے ہوئے پتھر برسائے اور گالیاں دیں۔ اس موقعہ پر حضرت صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ لوگ جو شور مچا رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں یہ بھی میری صداقت کی ایک دلیل

پیش کر رہے ہیں۔ بھلا جھوٹ سے بھی کوئی ڈرتا ہے اور جھوٹ کبھی غالب آسکتا ہے؟ لوگ ڈرتے اسی سے ہیں جس کے متعلق سمجھتے ہیں کہ حقیقی طاقت اس کے پاس ہے اور وہ غالب آجائے گا۔ ہم وہ باتیں سننے کے لئے تیار ہیں جو یہ لوگ تہذیب اور شرافت سے سنائیں۔ یہ ہماری باتیں سننے سے لوگوں کو روکتے ہیں مگر میں ان مولویوں سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے ہاں قادیان میں آئیں اور ہمیں اپنی باتیں تہذیب کو مدنظر رکھتے ہوئے سنائیں۔ ہم ان کی باتیں سننے سے لوگوں کو منع نہیں کریں گے بلکہ انہیں جمع کردیں گے اور ان علماء کا سب خرچ بھی دیں گے"۔

اس کے بعد حضرت صاحب نے ہنگامہ بپا کرنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اس شور و شر سے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آپ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اور آپ اپنے زعم میں ہمیں دشمن اسلام تصور کرتے ہوئے ہمارے مٹانے کے درپے ہیں۔ انسان نے بہرحال ایک دن مرنا ہے۔ کوئی پہلے مرجائے گا اور کوئی پیچھے مرے گا۔ اس لئے آؤ میں ایک مفید اور صحیح طریق فیصلہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بتادے گا کہ ہم میں سے کون سا فریق اپنے دلوں میں اسلام سے سچی محبت اور اس کے لئے سچا درد رکھتا ہے اور اس سے تبلیغ اسلام کو بھی بہت بڑا فائدہ پہنچے گا اور وہ طریق فیصلہ یہ ہے کہ آپ لوگ اپنی اپنی جماعت اور اپنے اپنے ہمخیال لوگوں میں سے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے والے نوجوانوں اور تبلیغ دین کے لئے اپنی جائیدادیں اور اموال راہ خدا میں دینے والے اشخاص کا مطالبہ کریں تاکہ اس ذریعہ سے بلاد عربیہ اور اطراف و اکناف عالم میں تبلیغ اسلام ہوسکے۔ میں بھی اپنی چھوٹی اور غریب جماعت سے یہی مطالبہ کروں گا۔ اس کے نتیجہ سے دنیا پر واضح ہوجائے گا کہ کن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہے اور کون سا فریق ...(دین حق) کا حقیقی خیر خواہ اور دلوں میں اس کا سچا درد رکھتا ہے۔ میری تازہ تحریک پر جو میں نے اپنی جماعت میں ابھی حال ہی میں کی ہے اس وقت ڈیڑھ سو اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کرچکے ہیں اور ایک کروڑ روپیہ کی جائیداد اس وقت وقف ہوچکی ہے۔ پس گالیاں

دینے، اینٹ اور پتھر برسانے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اگر آپ لوگ سچے ہیں تو میں دعوت دیتا ہوں کہ میدان میں نکلیں اور اس طریق فیصلہ کو قبول کر کے اپنے دعویٰ کی صداقت کو ثابت کریں"۔

اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا:۔

"حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی جس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں اور جو مصلح موعود کے متعلق ہے، اس میں ایک علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پر کیا جائے گا اور یہ ایسی واضح علامت ہے کہ اس سے باسانی معلوم کیا جاسکتا ہے۔ میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی"۔

نیز فرمایا:۔

"میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے"۔

اس کے بعد فرمایا:۔

"میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا تھا، پوری ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔ میں اس خدائے واحدہ لاشریک لہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رؤیا جس کا ذکر میں نے کیا ہے خدا نے مجھے بتایا ہے میں نے خود نہیں بنایا۔ اگر میں اس بیان میں سچا ہوں اور آسمان و زمین کا خدا شاہد ہے کہ میں سچا ہوں تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آخر ایک دن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ ساری دنیا پڑھے گی اور ایک دن آئے گا جب ساری دنیا پر اسی

بقیہ صفحہ ۴۰ پر

عُلومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

"کوئی علم نہیں جس کے متعلق مجھے خدا تعالیٰ نے معلومات نہ بخشی ہوں"

(مضمون نگار:۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم)

علوم ظاہری سے مراد

علوم ظاہری سے کیا مراد ہے حضرت مصلح موعود خود اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"پس پیشگوئی کے ان الفاظ کا کہ وہ علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا یہ مفہوم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور خدا خود اس کا معلم ہوگا۔"

(الموعود صفحہ ۷۶)

فرمایا کہ "پر کیا جانا" یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اکتساب نہیں کریگا بلکہ خدا کی طرف سے اسے یہ علوم عطا ہونگے اور علوم سے مراد حساب جغرافیہ نہیں بلکہ کتاب اللہ کے علوم ہیں نیز اس کی خاطر دوسرے علوم بھی اسے عطا ہونگے ویسے جسے علوم قرآنی کی جولان گاہ میں سبقت نصیب ہو وہ یقیناً دوسرے میدانوں سے بھی بانیل مرام واپس آتا ہے:۔

قارئین کرام! حضرت مصلح موعود کو علوم قرآنیہ بمقدار وافر عطا ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ قلب مطہر کے مالک تھے کیونکہ اللہ فرماتا ہے "لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ"۔ اس کے معارف و معانی پر وہی اطلاع پاتے ہیں جو پاک دل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق و معارف جدیدہ و لطائف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں اور ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔" (آسمانی فیصلہ)

پھر فرمایا:۔

"جس کو علم قرآن دیا گیا اس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۳)

قارئین کرام! یہاں تک تو تمہید اور دعویٰ

تھا۔ آیئے اب آپ کو قادیان کی گلیوں میں لے چلوں جہاں ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعود کا بچپن اور جوانی بسر ہوئی۔ ایک لڑکا جو سکول سے اکثر غیر حاضر رہتا کیونکہ اس کی آنکھیں خراب رہتیں۔ جسے جگر کی تکلیف بھی تھی جس کی HANDWRITING خراب۔ جسے اساتذہ سکول کی پڑھائی چھوڑنے کا مشورہ دیتے ہیں مگر یہی گیارہ سالہ لڑکا جب انجمن تشحیذ الاذہان کے ایک اجلاس میں تقریر کرتا ہے تو سینکڑوں نغمے تڑپ اٹھتے ہیں اور کیفِ میخانہ چھلک پڑتا ہے۔ اسی تقریر کے بارے میں حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"تقریر کیا تھی علوم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدین کھڑے ہوئے اور آپ نے تقریر کی بے حد تعریف کی۔ قوت بیان اور روانی کی داد دی۔ نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا، جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے نہایت اکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آکر رخصت فرمایا"۔

(الحکم ۷۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق ۱۹۰۶ء میں ۱۸ سال کی عمر میں حضرت مصلح موعود نے اپنی پہلی پبلک تقریر سورۃ لقمان کی تفسیر فرمائی۔ جس پر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے یہ تبصرہ کیا:-

"میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے"۔

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ میں آپ نے "ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں" کے عنوان پر تقریر فرمائی اس کے متعلق شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے لکھا:-

"بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق و معارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا۔ پلیٹ فارم پر سے صاحبزادہ صاحب اس لب و لہجہ سے بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو باپ کی طرح سیراب کر دیا"۔

(الحکم ۱۹۳۹ء جوبلی نمبر صفحہ ۶۷)

اسی تقریر کے بارے میں حضرت خلیفہ

المسیح الاول نے فرمایا کہ میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی۔
(تشحیذ الاذھان جنوری ۱۹۰۹ء)

یہ تو اوائل عمری کی باتیں تھیں اور جیسے جیسے آپ عمر کی سیڑھی پر قدم بڑھاتے گئے ویسے ویسے معارف لدینہ اور حقائق فرقانیہ کے ناپیدا کنار سمندر کے شناور بنتے گئے۔

حضرت مصلح موعود کے اندازِ خطابت کی کچھ جھلکیاں آپ نے ملاحظہ کیں اب ذرا حضرت صاحب کی تحریرات کے آئینہ کی کچھ عکاسیاں آپ کو دکھاتا ہوں۔ معارف اور معانی تو سوا ہیں ہی آپ کی نثر و نظم اردو ادب میں اپنا منفرد و ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

حضرت محمود کی طرزِ نگارش موضوع سخن کے مطابق سنجیدہ، متین، مدلل، سلیس، روانیٔ نیل کے مشابہہ، پر تاثیر، حسن آفرین، قوی اور فصیح و بلیغ ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود کی تحریر کی نمایاں اور گراں بہا خصوصیت یہ ہے کہ آپ سادہ اور عام فہم رنگ میں بڑے گہرے معارف بیان فرما جاتے ہیں آپ کے کلام میں فکر کو مہمیز کرنے والی قوت کے ساتھ ساتھ دل کو گداز اور گرم کرنے والی توانائی بھی پائی جاتی ہے۔ کہیں لطافت و نفاست دامنِ دل کھینچتی ہے تو کہیں جمال و رفعت کہربائی کا نظارہ دکھاتی ہے۔ آپ سلیقے اور قرینے سے تشبیہات و استعارات بھی استعمال کرتے ہیں۔ بلاغت کی دوسری صنعتیں بھی موزونیت سے برتی جاتی ہیں لیکن آرائش کلام کی گراں بار کوشش کہیں نظر نہیں آتی۔

قارئین کرام! آپ کی مصنفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ مگر اس چمن کا گل سر سبد تفسیر کبیر ہے۔ اس میں علوم قرآنی کے گہر ہائے آبدار کان معانی و معدن عرفاں سے اس طور پر نکالے گئے ہیں کہ غواص معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔

تفسیر کبیر میں گھنجلک مسائل کی گنجلک گتھیاں اس طرح سلجھائی گئی ہیں کہ سلک مروارید نظر آتی ہیں۔ ترتیب قرآنی کا ایسا مضمون باندھا ہے کہ تمام سابقہ تفاسیر اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں کارلائل قرآن کے محاسن ماننے کے باوجود کہتا ہے کہ:-

IT IS BEAUTIFUL JARGON

یعنی یہ بہت ہی خوبصورت مگر بے ربط ہے۔ مگر آپ نے بادلائل ثابت کیا کہ سارا قرآن بڑا حسین اور پر حکمت اور مرتب کلام ہے۔ اس کی سورتیں اور آیات گلِ دمیدہ کی طرح حسنِ یوسف کی مانند، نظامِ شمسی کی مثال، مربوط، منظم اور ہم آہنگ ہیں۔ قرآن میں استعارات کا حل، مقطعات کا بیان، پیشگوئیوں کی تشریح و تعیین، عصمت انبیاء

مستشرقین کے دلائل کا رد اور اس جیسے اور بہت سے مغلقات کے عمدہ اور قابل تسلیم حل ان تفاسیر کے تابناک صفحات پر گوہر افشانی کر رہے ہیں۔

قرآنی علوم سے مستنبط، تاریخ عالم، قوموں کا عروج و زوال اس کے اسباب اور نتائج، علم النفس کے حوالے اور سب سے بڑھ کر قرب الٰہی کے ذرائع ایسے مضامین ہیں جو انسان کو تشکک وارتیاب کی پر خار وادیوں سے نکال کر یقین و تسکین کے جادہ مستقیم پر لا کھڑا کرتے ہیں۔

علیم و خبیر خدا نے آپ کو کشفی طور پر بھی قرآن کے علوم سکھائے۔ آپ رقمطراز ہیں:-

"ایک وجود میرے سامنے آیا اور کہنے لگا میں خدا کا فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھادوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب ایاک نعبدو ایاک نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن میں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ اور وہ سکھاتا چلا گیا یہاں تک کہ ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھادی"۔

(الموعود صفحہ ۸۴)

فرمایا اس کے بعد میں نے جب اس سورۃ کی تفسیر بیان کی ہے نئے نئے نکات بیان کئے ہیں۔

دنیا بھر کے علماء کو چیلنج

خدا نے آپ کو بے پایاں علم قرآن عطا فرمایا تھا جو آپ نے دنیا والوں کو ایک نشان کے طور پر پیش کیا اور بڑی تحدی سے چیلنج دیا کہ کون مبارز ہے جو میدان میں اترے مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے علماء دیوبند کو یوں چیلنج دیا:-

"ان مولویوں کو میں اپنے مقابلے میں بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر انہیں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"۔

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

آپ نے چیلنج کے دائرہ کو علماء سے بڑھا کر ساری دنیا پر ان الفاظ میں دعوت مقابلہ دی:-

"وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے۔اور وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ

پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے"۔

(الموعود صفحہ ۲۱۱-۲۱۰)

آپ فرماتے ہیں:-

"دنیا کا کوئی فلاسفر دنیا کا کوئی پروفیسر دنیا کا کوئی ایم۔اے خواہ وہ ولایت پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں"۔

(الفضل ۱۹ فروری ۵۶ء)

آپ نے ایک موقعہ پر پھر یہ تحدی فرمائی:-

"میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آجائے اور ایسے علم کا مدعی آجائے جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلے کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کردوں تو جو اس کا جی چاہے کہے۔ ضرورت کے وقت ہر علم خدا مجھے سکھاتا ہے اور کوئی شخص نہیں ہے جو میرے مقابلہ میں ٹھہر سکے"۔

("ملائکۃ اللہ" صفحہ ۵۳)

غیروں کی گواہی

آپ کے علمی تبحر اور معارف قرآنی سے ہر کوئی متاثر ہوا اور اپنوں اور بیگانوں نے اس کا اعتراف کیا۔ چند ایک حوالے پیش خدمت ہیں۔

O۔ علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر "نگار" کہتے ہیں:-

"یہ تفسیر (یعنی تفسیر کبیر) اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے"۔ (ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ ۱۲۵۔ الفضل ۱۹ فروری ۷۶ء)

O۔ مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر "زمیندار"

جو شدید معاند احمدیت تھے انہیں بھی اقرار کرنا پڑا:۔

"اے احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا"۔

("ایک خوفناک سازش" از مولانا مظہر علی اظہر صفحہ ۱۹۶۔ بحوالہ الفضل ۱۹ فروری ۷۶ء)

اسے کہتے ہیں والفضل ما شھدت بہ الاعداء

O۔ مشہور کالم نویس م۔ش نے "نوائے وقت" کے کالم "لاہور کی ڈائری" میں لکھا:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۴ء میں خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعال اور جاندار ادارہ بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنالیا تھا...... مرزا صاحب ایک نہایت سلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک واقعہ کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں کھلتی ہوں۔ جماعتی نقطہ نگاہ سے ان کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ تقسیم برصغیر کے بعد جب قادیان ان سے چھن گیا تو انہوں نے ربوہ میں دوسرا مرکز قائم کر لیا"۔

(نوائے وقت ۱۹۶۵ء)

O۔ ہفت روزہ "انصاف" راولپنڈی اپنی ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"...... مرزا صاحب...... فرقہ احمدیہ کے امام ہونے کے علاوہ کشمیر کے تعلق میں ایک بڑی سیاسی اہمیت کے مالک تھے۔ آپ کو اگر کشمیر کی تحریک کے بانیوں میں سے قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بانی اور صدر اول تھے۔ اب سے پینتیس سال قبل اس کمیٹی نے جموں و کشمیر میں تحریک آزادی کو فروغ دیا اور اس کی آبیاری کی۔...... چنانچہ جہاں بھی کشمیر کا ذکر آتا ہے مرزا صاحب کا ذکر بھی لازمی طور پر آتا ہے"۔

O۔ روزنامہ "حقیقت" لکھنؤ کے ایڈیٹر جناب مکرم انیس احمد صاحب عباسی بی۔اے کاکوروی نے اپنے روزنامہ کی ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھا:۔

"مذہبی اختلافات سے قطع نظر مرزا صاحب مرحوم کی ذات بہت سی صفات کی حامل تھی۔ ان کے تبحر علمی، حیرت انگیز ذہانت اور سیاسی فراست کا اندازہ بہت سے ممتاز غیر احمدی افراد کو بھی

تھا۔ چنانچہ آج سے تقریباً تیس سال قبل مرزا صاحب مرحوم نے یو۔پی کے دورہ میں ایک روز دن بھر خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب ایم۔ایل۔سی بیرسٹر مرحوم کے یہاں کانپور میں بھی قیام کیا تھا۔ حافظ صاحب سے چند روز بعد جب ملاقات ہوئی تو راقم السطور نے ان کو مرزا صاحب کا بہت معترف پایا۔ حافظ صاحب فرماتے تھے کہ ایسے قابل و فاضل اور ایسے روشن ضمیر اور عالی دماغ لیڈر اگر مسلمانوں میں چند ہی پیدا ہوجائیں تو قوم کی حالت سنبھل جائے گی۔ راقم السطور کو خود بھی مرزا صاحب سے کئی دفعہ ملاقات کا اتفاق ہوا اور ہر دفعہ ان کی غیر معمولی قابلیت، بصیرت و فراست سے بہت متاثر ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں وہ تمام جوہر تھے جو بڑے قائدین میں ہونے چاہئیں۔ مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کے بناء پر کسی بڑی شخصیت کی اعلیٰ صفات اور قومی خدمات کی قدر و وقعت نہ کرنا ایک بہت ہی افسوسناک کمزوری ہے۔۔۔۔۔۔"۔

(روزنامہ "حقیقت" لکھنؤ ۶۵-۱۱-۱۰)

O۔ مولانا عبدالماجد دریاآبادی کے مؤقر رسالہ "صدق جدید" لکھنؤ مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا:۔

"دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآنی علوم، قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل ان کے ساتھ عام معاملہ درگزر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کرگئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے"۔

("صدق جدید" لکھنؤ ۶۵-۱۱-۱۹)

آپ کی دیگر تصانیف ہمہ جہت ہیں۔

(۱) اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ ترک موالات اور احکام اسلام۔ نہرو رپورٹ پر تبصرہ۔ ہندوستان کا دستور اساسی۔ وفاقی نظام۔

ان کتب میں سیاست اور تاریخ کے موضوع پر نہایت عالمانہ نظر، سچائی، متانت، ذہانت، انسان دوستی اور خدا ترسی کے ساتھ قلم اٹھایا گیا ہے۔ بلکہ حق قلم ادا کیا گیا ہے۔

(۲) اسلام کا اقتصادی نظام، نظام نو اور اسلام اور ملکیت زمین ایسی کتابیں ہیں جن میں سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں کا ناقص ہونا ثابت کرکے اسلام کے اقتصادی نظام کی برتری اظہر من الشمس کی گئی ہے۔

(۳) دعوت الامیر۔ مسیح موعود کے کارنامے۔ تحفہ شہزادہ ویلز۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ تبلیغی کتب

کا سلسلہ ہے جس میں عقائد احمدیت کو قرآنی روشنی سے جگمگایا گیا ہے۔

(۴) ایک اور زریں سلسلہ ان تابناک کڑیوں سے بنتا ہے۔ ملائکۃ اللہ۔ ہستی باری تعالیٰ۔ تقدیر الٰہی۔ انقلاب حقیقی۔ یہ خالص علمی و تحقیقی عناوین پر مبنی مگر سلاست و روانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(۵) ذکر الٰہی۔ عرفان الٰہی۔ سیر روحانی۔ منہاج الطالبین۔ تصوف کے موضوع پر یہ جاندار تصانیف ہی نہیں بلکہ زندگی بخش کلمات سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ ان کے اوراق ضیابار کے مطالعہ سے قرب الٰہی کے عالمِ نو نظر آتے ہیں۔

(۶) دیباچہ تفسیر القرآن۔ فضائل القرآن۔ میں قرآن کی ضرورت۔ دیگر کتب مذاہب پر قرآن کی عظمت اور قرآن کے دیگر اوصاف حمیدہ کو مبرہن دلائل سے بپایہ ثبوت پہنچایا گیا ہے۔

(۷) سیرت النبی ﷺ پر بھی آپ نے خوبصورت اور سلیس کتب رقم فرمائیں۔ سیرۃ خیر الرسلؐ۔ سیرۃ النبی ﷺ (آپ کے مضامین کا مجموعہ) اسوۂ حسنہ۔ ہمارا رسولؐ وغیرہ کتب میں سیرۃ الرسول ﷺ کے حسین گوشوں کو اچھوتے اور دل موہ لینے والے انداز میں متعارف کرایا گیا ہے۔

(۸) شعر و ادب۔ آپ اس میدان کے بھی شہ سوار تھے۔ تاریخ ادب اردو آپ جیسے نابغہ روزگار کو ہرگز بھلا نہیں سکتی اگر مؤرخ تعصب کی عینک سے آزاد ہو۔ آپ ایک قادرالکلام شاعر تھے اور آپ کی نظمیں عشق الٰہی، محبت رسول اور قرآنی معارف سے معطر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''درحقیقت اگر دیکھا جائے تو میرے اشعار میں سے ایک کافی حصہ میں سمجھتا ہوں ایک چوتھائی حصہ یا ایک ثلث حصہ ایسا نکلے گا جو درحقیقت قرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر ہے یا حدیثوں کی تفسیر ہے''۔ (الفضل ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

علوم باطنی

قارئین کرام! ظاہری علوم کے تذکرے کے بعد اب میں باطنی علوم کی طرف آتا ہوں۔ حضرت مصلح موعود باطنی علوم کی تشریح یوں فرماتے ہیں:۔

''باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں۔ جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں''۔ (الموعود صفحہ ۹۹)

پس علوم باطنی سے مراد آپ کے تمام رویا، کشوف اور پیشگوئیاں ہیں جو آپ نے اپنے آقائے آسمانی سے اطلاع پا کر اہل دنیا کے سامنے بیان

گیں۔ ان میں سے ایک کثیر حصہ ایسا بھی ہے جو بعدہ حرف بحرف سچا ثابت ہوا اور آج ہم تمام نفوس اس کے سچا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔

(۱) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کو الہام ہوا۔

اِن الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامه

یعنی جو لوگ تجھ پر ایمان لائیں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے۔ (الموعود صفحہ ۱۰۰)

چنانچہ غیر مبائعین کا فتنہ اٹھا اور بڑے زور سے اٹھا مگر پھر جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ اکابرینِ صدر انجمن جو اپنے تئیں پہاڑ خیال کرتے تھے اس ہستی کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔

(۲) اسی طرح احرار نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا نفسانی اور فاسد خواب دیکھا تو حضرت مصلح موعود نے منبر .... پر کھڑے ہو کر فرمایا:۔

"زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں تلے سے نکل رہی ہے۔ اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے"۔

(الفضل ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

اور اس کے صرف دو ماہ بعد ایک ایسا واقعہ ہو گیا اور یہ مخالف رسوائے عام ہو گئے اور آج پیوند خاک ہو گئے ہیں۔

(۳) ایک مرتبہ آپ نے رویا میں دیکھا کہ آپ کو گاڑی میں سوار ہونے کی حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ بعینہ اسی طرح وقوع پذیر ہوا کہ آپ نواب محمد علی خان صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر ان کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو یہ خبر سنائی گئی۔

(۴) اسی طرح جنگ عظیم دوم کے دوران آپ نے رویا میں دیکھا کہ امریکہ سے ایک تار آیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

THE AMERICAN GOVERNMENT HAS DELIVERED ۸۰۰ AEROPLANES TO THE BRITISH GOVERNMENT

(الموعود صفحہ ۱۳۷)

آپ نے یہ رویا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بتائی اور انہوں نے اپنے دوست احباب میں اس کی تشہیر کر دی۔ اس رویا کے چھ ہفتے بعد چوہدری صاحب کا فون آیا اور انہوں نے حضرت صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا کہ امریکہ سے برطانیہ کے نام جو تار آیا ہے وہ میرے سامنے پڑا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

The American Government has delivered 2800 Aeroplanes to the British Government.

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

قارئین کرام! ایسی متعدد مثالیں ہیں اور اب تو آپ کے رویاء و کشوف پر مشتمل ایک ضخیم کتاب شائع ہو چکی ہے۔ مگر اس میں بھی آپ کی جملہ رویا کشوف نہیں آئے کیونکہ آپ اکثر و بیشتر اپنے رویا پبلک میں بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔

قارئین محترم! اس مضمون میں آپ کے علوم ظاہری و باطنی پر ایک اچٹتی سی نظر ہی ڈالی جاسکی ہے۔ آپ کا نام اور کام تو ہمیشہ مہر تاباں کی طرح فروزاں رہے گا۔ آپ خود فرماتے ہیں:۔

"گو میں مرجاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا"۔

(اختتامی خطاب جلسہ ۱۹۶۱ء)

آیئے ہم بھی عہد کریں کہ اس چشمہ فیض سے خوب سیر ہو کر پئیں گے۔ ہاں اتنے جام پئیں گے کہ حشر کے دن تک ان کا خمار باقی رہے کیونکہ روح و جان کی ربوبیت کے ساتھ ساتھ ذہن و دماغ کی پرورش کے لئے یہ تصنیفات سرچشمہ فیض ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں بحر بیکراں ہیں تو حضرت مصلح موعود کی تالیفات علوم کی نہریں ہیں۔ شاخ در شاخ، شعبہ در شعبہ، مربوط، منظم، سہل، رواں دواں الغرض مقصود و منبع وہ دریائے فیض ہے۔ مسیح محمدی کے اناجیل عصر اور یہ انجیلیں اوقیانوس قرآن سے فیضیاب و شاداب ہیں۔

اللھم صل علیٰ محمد و علی آلہ و اتباعہ اجمعین. (آمین)

مقابلہ مضمون نویسی اور مقالہ نویسی

امسال سہ ماہی دوم کے مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "خدمت خلق" ہے۔ زیادہ سے زیادہ خدام کو شرکت کی دعوت ہے۔ اس کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء ہے۔

سالانہ مقالہ کا عنوان "ابتلاؤں میں احمدی نوجوانوں کا کردار" ہے۔ اس کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۵ء ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

فہرست کتب حضرت مصلح موعودؓ

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	نام کتب
۱	دسمبر ۱۹۰۶ء	چشمۂ توحید یعنی شرک کی تردید
۲	مارچ ۱۹۰۷ء	محبتِ الٰہی
۳	جولائی ۱۹۰۸ء	صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے
۴	فروری ۱۹۰۹ء	ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں
۵	دسمبر ۱۹۰۹ء	نجات
۶	دسمبر ۱۹۰۹ء	دینِ حق
۷	مارچ تا ستمبر ۱۹۱۰ء	نجات
۸	جنوری ۱۹۱۱ء	فرعونِ موسیٰ
۹	اپریل ۱۹۱۱ء	مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے
۱۰	مئی ۱۹۱۱ء	مَن انصاری الی اللہ
۱۱	جون ۱۹۱۱ء	پہاڑی وعظ
۱۲	جولائی ۱۹۱۱ء	گوشت خوری
۱۳	دسمبر ۱۹۱۱ء	مدارجِ تقویٰ
۱۴	اپریل ۱۹۱۲ء	جواب اشتہار غلام سرور کانپوری
۱۵	" "	خدا کے فرستادہ پر ایمان لاؤ
۱۶	مارچ ۱۹۱۳ء	دس دلائل ہستی باری تعالیٰ
۱۷	جون ۱۹۱۳ء	اخبار "فضل" کا پراسپکٹس
۱۸	مارچ ۱۹۱۴ء	سیرۃ النبیؐ
۱۹	" "	اسلامی نماز
۲۰	۱۳؍مارچ "	حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر تقریر
۲۱	۱۴؍مارچ "	کلمات طیبات
۲۲	۲۱؍مارچ "	کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے
۲۳	۱۲؍اپریل "	منصبِ خلافت
۲۴	۲؍مئی ۱۹۱۴ء	شکریہ اور اعلان ضروری
۲۵	جون "	تحفۃ الملوک
۲۶	۹؍نومبر "	جماعتِ احمدیہ
۲۷	دسمبر "	برکاتِ خلافت
۲۸	۲۱؍جنوری ۱۹۱۵ء	القول الفصل
۲۹	۲۵؍جنوری "	اللہ تعالیٰ کی مدد صادقوں کے ساتھ ہے
۳۰	۳؍مارچ "	حقیقۃ النبوۃ
۳۱	۱۱؍مارچ "	چند غلط فہمیوں کا ازالہ
۳۲	۲۹؍اپریل "	ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب
۳۳	۱۱؍جولائی "	پیغامِ مسیح موعودؑ
۳۴	۷؍اکتوبر "	فاروقؓ کے فرائض
۳۵	دسمبر "	انوارِ خلافت
۳۶	۶؍مارچ ۱۹۱۶ء	اسلام اور دیگر مذاہب
۳۷	۱۲؍مارچ "	نصائح مبلغین
۳۸	۲۷؍مئی "	نجات کی حقیقت
۳۹	۱۰؍دسمبر "	پیغامِ صلح کے چند الزامات کی تردید
۴۰	۲۷؍دسمبر "	متفرق امور
۴۱	" " "	جماعت احمدیہ کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں
۴۲	۲۸؍دسمبر "	ذکرِ الٰہی
۴۳	۲؍اپریل ۱۹۱۷ء	عید الاضحیٰ اور مسلمانوں کا فرض
۴۴	اپریل "	زندہ خدا کے زبردست نشان
۴۵	۱۲؍مئی "	خدا کے قہری نشان
۴۶	۱۲؍ستمبر "	ترقیٔ اسلام کے بارہ میں ارشاد

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	کتب
۴۷	۳۰ر ستمبر ۱۹۱۷ء	زندہ مذہب
۴۸	۲ر دسمبر 〃	جماعت احمدیہ کو نصیحت کہ سیاست میں دخل نہ دو
۴۹	دسمبر ۱۹۱۷ء	حقیقۃ الرؤیا
۵۰	۲۱ر ستمبر ۱۹۱۸ء	حقیقت الامر
۵۱	۲۶ر فروری ۱۹۱۹ء	اسلام میں اختلافات کا آغاز
۵۲	مئی ۱۹۱۹ء	واقعات خلافت علوی (اسلام میں اختلافات کا دوسرا حصہ)
۵۳	۱۶ر مارچ 〃	عرفان الٰہی
۵۴	۱۷ر 〃 〃	متفرق امور
۵۵	۱۸ر ستمبر 〃	ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض
۵۶	۲۷ر دسمبر 〃	انتظامی امور پر خطاب
۵۷	۲۸ر 〃 〃	تقدیر الٰہی
۵۸	۱۹ر جنوری ۱۹۲۰ء	صداقت احمدیت
۵۹	۲۲ر فروری 〃	صداقت اسلام
۶۰	۱۰ر اپریل 〃	تقریر سیالکوٹ
۶۱	اپریل 〃	خاتم النبیینؐ کی شان کا اظہار بذریعہ حضرت مسیح موعودؑ
۶۲	۱۰ر مئی 〃	ایک غلط بیانی کی تردید
۶۳	۲ر جون 〃	معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویّہ
۶۴	ستمبر 〃	لوحِ ھُدیٰ
۶۵	۱۵ر اکتوبر 〃	ترکِ موالات اور احکام اسلام
۶۶	۲۷ر دسمبر 〃	متفرق امور
۶۷	۲۸/۲۹ 〃 〃	ملائکۃ اللہ
۶۸	۲۹ر جنوری ۱۹۲۱ء	ہدایاتِ زرّیں
۶۹	دسمبر ۱۹۲۱ء	آئینۂ صداقت

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	کتب
۷۰	مارچ ۱۹۲۱ء	ضرورت مذہب
۷۱	دسمبر 〃	ہستی باری تعالیٰ
۷۲	مارچ ۱۹۲۲ء	دعوت العلماء
۷۳	〃 〃	تحفۂ شہزادہ ویلز
۷۴	اپریل 〃	فرائض مستورات
۷۵	دسمبر 〃	نجاۃ
۷۶	۵ر فروری ۱۹۲۳ء	تقاریر ثلاثہ
۷۷	اپریل 〃	ہدایات برائے مبلّغین
۷۸	ستمبر 〃	بوالشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ
۷۹	۱۴ر نومبر 〃	پیغام صلح (موجودہ مشکلات کا حل)
۸۰	دسمبر 〃	(خلاصہ تقریر جلسہ سالانہ ۲۳ء)
۸۱	۳ر اپریل ۱۹۲۴ء	قول الحق
۸۲	۲۳ر مئی 〃	اساس الاتحاد
۸۳	۱۴ر ستمبر 〃	پیغام آسمانی
۸۴	۲۶ر 〃 〃	ایک سیاسی لیکچر، ڈرنج ہال لندن
۸۵	〃 〃 〃	مجمع البحرین (سلسلہ احمدیہ)
۸۶	ستمبر 〃	احمدیت یعنی حقیقی اسلام
۸۷	۲۸ر ستمبر 〃	رسول کریمؐ اور آپ کی تعلیم پر لیکچر (ہمارا نبیؐ)
۸۸	۱۲ر دسمبر 〃	حضرت خلیفۃ المسیح کی تازہ ترین تقریر
۸۹	〃	دعوۃ الامیر
۹۰	۱۴ر مئی ۱۹۲۵ء	جماعت احمدیہ کے عقائد
۹۱	۱۶ر جولائی 〃	آل مسلم پارٹیز پروگرام پر ایک نظر
۹۲	دسمبر 〃	منہاج الطالبین

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	کتب
۹۳	دسمبر ۱۹۲۶ء	متفرق امور
۹۴	مارچ ۱۹۲۷ء	ہندو مسلم فسادات ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل
۹۵	۳ مارچ ۱۹۲۷ء	مذہب اور سائنس
۹۶	اپریل 〃	ایک فرمانروائے ریاست کے نام (تبلیغی خط)
۹۷	مئی 〃	رسول اللہ سے محبت کرنے والے کیا اب بھی پیدا ہوں گے ؟
۹۸	جون ۱۹۲۷ء	رسول اللہؐ کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض
۹۹	اگست 〃	فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض
۱۰۰	دسمبر 〃	سائمن کمیشن کے متعلق حضور کی رائے
۱۰۱	〃 〃	لیکچر شملہ
۱۰۲	〃 〃	آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟
۱۰۳	〃 〃	حق الیقین بجواب ہفوات المنافقین
۱۰۴	۲۷ دسمبر 〃	تقریر دلپذیر
۱۰۵	۲۸ دسمبر 〃	حضرت مسیح موعود کے کارنامے
۱۰۶	۱۹۲۸ء	فضائل القرآن
۱۰۷	جون ۱۹۲۸ء	دنیا کا محسنؐ
۱۰۸	〃	مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ پر تبصرہ
۱۰۹	۱۹۲۹ء	مسئلہ ذبیحہ گائے
۱۱۰	جنوری ۱۹۳۰ء	نداء ایمان
۱۱۱	دسمبر 〃	ہندوستان کے سیاسی مسئلے کا حل
۱۱۲	مارچ ۱۹۳۱ء	تحفہ لارڈ ارون
۱۱۳	اگست 〃	زمینداروں کی مشکلات کا حل
۱۱۴	اگست ۱۹۳۱ء	رسالہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور مسلمان
۱۱۵	〃	آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور احرار اسلام
۱۱۶	〃	اردو دان اہل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں ؟
۱۱۷	جنوری ۱۹۳۳ء	کشمیر کے لیڈر کی گرفتاری اور اہل کشمیر کا فرض
۱۱۸	۱۹۳۳ء	پکارنے والے کی آواز
۱۱۹	نومبر 〃	اسوۂ کامل
۱۲۰	〃 〃	سرزمین کابل میں ایک نشان کا ظہور
۱۲۱	۲۶ دسمبر 〃	افتتاحی تقریر
۱۲۲	جنوری ۱۹۳۴ء	اصول احمدیت
۱۲۳	اپریل 〃	تبلیغ حق
۱۲۴	اگست 〃	سردار کھڑک سنگھ کو دعوت حق
۱۲۵		اصلاح ہمارا نصب العین
۱۲۶	۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء	تین شاہد
۱۲۷	دسمبر 〃	قادیان کو فتح کرنیوالا کوئی پیدا نہیں ہوا
۱۲۸	۱۹۳۵ء	ڈاکٹر سر محمد اقبال اور احمدیت
۱۲۹	جولائی 〃	زلزلہ کوئٹہ بانی سلسلہ کی سچائی کا نشان
۱۳۰	اکتوبر 〃	مجلس احرار کا مباہلہ سے متعلق ناپسندیدہ رویہ
۱۳۱	نومبر ۱۹۳۵ء	احرار مباہلے کی شرائط طے کریں
۱۳۲	〃 〃	کیا احرار واقعی مباہلہ کرنا چاہتے ہیں؟
۱۳۳	دسمبر 〃	زندہ خدا کا زندہ نشان
۱۳۴	۲۵ دسمبر 〃	اسلام اور احمدیت کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	کتب
۱۳۵	۲۶؍دسمبر ۱۹۳۵ء	تحریک جدید کے مقاصد اور انکی اہمیت
۱۳۶	۲۷؍ " "	دنیا کی سیاست میں احمدیت کیا تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے۔
۱۳۷	دسمبر ۱۹۳۵ء	حقیقت حال
۱۳۸	۱۹۳۶ء	رحمۃ للعالمین
۱۳۹	"	وہی ہمارا کرشن
۱۴۰	دسمبر ۱۹۳۷ء	انقلاب حقیقی
۱۴۱	۱۹۴۰ء، ۱۹۴۱ء	سیر روحانی جلد اوّل
۱۴۲	۱۹۴۸ء، ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۱ء	سیر روحانی جلد دوم
۱۴۳	۱۹۵۲ء، ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء	سیر روحانی جلد سوم
۱۴۴	۱۹۳۸ء	کشمیر ایجی ٹیشن ۱۹۳۸ء کے متعلق چند سوالات
۱۴۵	۱۹۳۹ء	وصیّۃ الوصول
۱۴۶	دسمبر "	خلافت راشدہ
۱۴۷	" "	حضرت امیر کی سیرت و سوانح
۱۴۸	مارچ ۱۹۴۰ء	میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں
۱۴۹	دسمبر ۱۹۴۲ء	نظام نو
۱۵۰	دسمبر ۱۹۴۳ء	اسوۂ حسنہ
۱۵۱	۴؍جون ۱۹۴۴ء	تعلیم الاسلام کالج کے قیام کی غرض اور ہدایات
۱۵۲	دسمبر ۱۹۴۴ء	الموعود
۱۵۳	فروری ۱۹۴۵ء	اسلام کا اقتصادی نظام
۱۵۴	اکتوبر "	آئندہ الیکشنوں کے متعلق جماعت احمدیہ کی پالیسی۔
۱۵۵	اپریل ۱۹۴۶ء	اہل ہند اور پارلیمنٹری کمیشن کے نام حضور کا پیغام
۱۵۶	۱۹۴۶ء	تازہ رؤیا وکشوف جماعت احمدیہ اور ہندوستان کے بارہ میں۔
۱۵۷	اکتوبر ۱۹۴۶ء	فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین
۱۵۸	۲۶؍دسمبر "	اسلام دنیا میں غالب آکر رہے گا
۱۵۹	۲۷؍دسمبر "	سیدنا امیر کی معرکۃ الآراء تقریر
۱۶۰	جون ۱۹۴۷ء	سکھ قوم کے نام اپیل
۱۶۱	مئی "	حالات حاضرہ کے متعلق امام جماعت احمدیہ کا تبصرہ۔
۱۶۲	فروری ۱۹۴۸ء	اسلام کا آئینی اساس
۱۶۳	۱۰؍مارچ "	قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں
۱۶۴	۱۵؍مئی "	آخر ہم کیا چاہتے ہیں
۱۶۵	اکتوبر "	احمدیت کا پیغام
۱۶۶	۲۹؍ستمبر "	دیباچہ تفسیر القرآن
۱۶۷	جنوری ۱۹۵۰ء	اسلام اور ملکیت زمین

نمبر شمار	سن تحریر/تقریر	کتب
۱۶۸	۱۹۵۰ء	احمدیت کے متعلق دس سوالوں کا جواب
۱۶۹	۱۲/اپریل "	خطبہ تقسیم اسناد ٹی آئی کالج لاہور
۱۷۰	۲۷/دسمبر "	جماعت احمدیہ کی موجودہ مخالفت اور حقیقت
۱۷۱	۱۹۵۱ء	ہجرت
۱۷۲	۲۷/دسمبر "	چشمہ ہدایت
۱۷۳		حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام مصری اخبار کے نام
۱۷۴	۲۸/دسمبر ۱۹۵۲ء	تعلق باللہ
۱۷۵	۱۹۵۳ء	جو خاتم النبیین کا منکر ہے وہ اسلام سے باہر ہے۔
۱۷۶	۱۹۵۳ء	مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ
۱۷۷	اکتوبر "	سواحیلی ترجمہ قرآن کا دیباچہ
۱۷۸	۱۹۵۳ء	قادیانی مسئلہ کا جواب
۱۷۹	جنوری ۱۹۵۴ء	تحقیقاتی عدالت میں امام جماعت احمدیہ کا بیان
۱۸۰	۲۷/دسمبر ۱۹۵۶ء	نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر
۱۸۱	۲۸/دسمبر "	خلافت حقہ اسلامیہ
۱۸۲		مسلمان طلباء کو حضور کی نصائح
۱۸۳	۱۷/مئی ۱۹۵۹ء	احباب جماعت کے نام ایک ضروری پیغام
۱۸۴	جنوری ۱۹۶۰ء	اسلام کے جھنڈے کو تا قیامت بلند رکھنے کا تاریخی عہد
۱۸۵	ستمبر ۱۹۶۱ء	ایک ضروری پیغام
۱۸۶	دسمبر "	روح پرور خطاب

(مرسلہ: سیکرٹری صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن)

بقیہ از صفحہ ۱۳

شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبد الشکور میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے، موحد ہو چکی ہے اور ..... (دین حق) کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔

یہ وہ رؤیا ہے جو میں نے جنوری ۱۹۴۴ء مطابق صلح ۱۳۲۳ہش میں دیکھی اور جو غالباً پانچ اور چھ کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی "......

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۴۹۰ تا ۴۹۹)

بقیہ از صفحہ ۲۵

طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ ... (دین حق) کی حکومت قائم ہو جائے گی جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی "۔ (بحوالہ رسالہ "فرقان" اپریل ۱۹۴۴ء)

(ان تمام جلسوں کی رپورٹ تاریخ احمدیت جلد ۹ سے مرتب کی گئی ہے)

رسید مژدہ کہ ایّام نوبہار آمد

برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ

رمضان المبارک کی مناسبت سے اس کے فضائل و مسائل پر مبنی خصوصی تحریر!

(مدیر کے قلم سے)

رمضان کی اہمیت

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے لوگو کل تم پر ایک بڑا عظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں نفلی نیکی بجالاتا ہے تاکہ اسے قرب الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کردیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے۔ ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے۔ ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا"۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

فضیلتِ رمضان

ماہ رمضان تنویر قلب کا ذریعہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ" سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز سے تزکیۂ نفس اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ "اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ" میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزوں کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں"۔

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیۂ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا........ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الٰہی نازل کرنا ہے۔ مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بد نصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فتح یاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں"۔

(بدر ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء)

روزوں کا فلسفہ

اہل لغت کہتے ہیں کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے پڑ گیا کہ پہلی بار جب روزے فرض ہوئے تو یہ موسم گرما میں آیا تھا لیکن اس کا حقیقی مفہوم اس سے کہیں بلند تر ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا سُمِّيَ رَمَضَانَ لِأَنَّ الذُّنُوبَ تَرْمَضُ فِيهِ

کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔

پھر رمضان کے معنے اس روحانی حرارت کے بھی ہیں جو روزوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اَکل وشُرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۰۹)

اِلٰہی یہ تیرا مُبارک مہینہ!

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دِل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۸)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"رمضان رمض سے نکلا ہے۔ جس کے معنے عربی میں جلن اور سوزش کے ہیں۔ خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو خواہ بیماری کی۔ اس لئے رمضان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں"۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۹۲)

مہینوں کا سردار رمضان

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور حرمت میں سب سے بڑا اور عظیم ذوالحجہ ہے۔ (الترغیب والترھیب)

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔ (نسائی کتاب الصوم)

روزہ دار کے حق میں ۷۰ ہزار فرشتوں کی دعا

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک بھی بند نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے اور کوئی مومن بندہ نہیں جو اس کی رات کو عبادت کرتا ہے مگر اس کے ہر سجدہ کے بدلے پندرہ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت سے گھر بنایا جاتا ہے جس کے ستر ہزار دروازے ہیں اور اس گھر میں ایک سونے کا محل ہے جسے سرخ رنگ کے یاقوت سے سجایا گیا ہے۔ پس جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے اس کے پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں۔ (کنز العمال کتاب الصوم)

بے مثل نیکی

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا "روزہ رکھنے کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس کا کوئی مثل اور بدل نہیں"۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون کہتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا روزہ کو لازم پکڑو یہ بہترین نفس کشی ہے۔ یعنی نفس امارہ کو مارنے اور اسے رضائے باری کے تابع کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ روزہ ہے۔ (الترغیب والترھیب)

روزہ کی جزا

ہر کام اپنے نتیجے اور انجام کے مطابق اہمیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی روزہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

(ترمذی ابواب الصوم)

روزہ کے بدلہ کا اس روایت میں کیسا لطیف تصور پیش کیا گیا ہے:۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایک بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو حساب کے دن اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔

(الترغیب والترہیب)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا روزہ کو لازم پکڑلو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدل نہیں۔ کہتے ہیں پھر ابوامامہؓ کے گھر دن کو کبھی دھواں نہیں دیکھا گیا سوائے اس کے کہ ان کے ہاں کوئی مہمان آجاتا۔

(الترغیب والترہیب)

روزہ نہ رکھنے کا گناہ

اگر کوئی حقیقی عذر نہ ہو تو ایسی برکتوں اور فضاؤں والے مہینے میں روزہ نہ رکھنا اور ان فیوض کو اپنے دامن میں نہ سمیٹنا کس قدر بد نصیبی ہے اس کا اندازہ حضرت ابوہریرہؓ کی اس روایت سے کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کے بجائے ساری عمر بھی روزے رکھے تو اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد)

روزہ نہ رکھنے والوں کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ بہانہ جُو نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسی کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں یہ گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت میں نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے بھیگنا شروع ہوتا ہے۔ جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ یہ قریب ہوتا چلا جاتا ہے..... بھیگتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص رحمت وپیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے۔ کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ہر ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں۔ اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور

بھی نہیں کرسکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرسکتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہوجاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر ان سے آزاد نہیں ہوسکتے۔ اس لئے یہ بہت ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق شوق سے قبول کی جائیں...... تم یہ پابندیاں اختیار کرکے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء)

بعض اہم مسائل

- روزہ کے لئے نیت ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ صرف اس شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کرلی ہو"۔ (ترمذی)
- روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کہ سحری کے بغیر روزہ رکھا جائے لیکن اگر کسی وجہ سے سحری نہ کھاسکا ہو تو روزہ رکھا جاسکتا ہے۔
- دوران سفر روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔
- اگر دوران سفر کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے تو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی اجازت ہے۔
- بیمار اور مسافر کے علاوہ دودھ پلانے والی اور حاملہ عورتیں بھی بیمار کے ہی حکم میں ہیں اور اسی طرح خاص ایام میں بھی، عورتوں کے لئے روزہ کا حکم نہیں۔
- دودھ پلانے والی عورتوں کے لئے رخصت ہے کہ اگر رکھنا چاہیں تو رکھ بھی سکتی ہیں اور چھوڑ بھی سکتی ہیں۔
- جو شخص کسی شرعی عذر کی بناء پر روزے نہ رکھ رہا ہوں تو وہ رمضان کے بعد چھوڑے ہوئے روزے پورے کرے۔

- جو شخص دائم المریض ہو یعنی رمضان کے بعد سارے سال میں اس کو روزے پورے کرنے کی امید نہ ہو تو اس کو فدیہ دینا چاہیئے۔
- فدیہ کم از کم اتنی رقم پر مشتمل ہونا چاہیئے کہ ایک آدمی صبح اور شام کا کھانا کھا سکے۔
- جان بوجھ کر روزہ توڑنا سخت گناہ کا کام ہے اور ایسے شخص پر ساٹھ روزے مسلسل رکھنا واجب ہے اور اگر وہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔
- شدت پیاس یا کسی عذر پر مجبور ہو کر اضطراراً روزہ توڑنے پر کفارہ نہیں ہوگا۔
- روزے کے دوران ٹیکہ وغیرہ نہیں لگوانا چاہیئے۔
- مسواک کرنے، خوشبو سونگھنے، خون دینے، بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں "فقہ احمدیہ۔ عبادات" صفحہ ۲۸۴ تا ۳۰۰)

رمضان اور صدقہ و خیرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے تو عام دنوں میں بھی صدقہ و خیرات فرماتے اور سخاوت کا یہ عالم سارا سال رہتا لیکن رمضان میں یہ سخاوت پورے جوبن پر ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سوالی کو عطا فرماتے۔ (بیہقی)

رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت ثواب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان و نفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (جامع الصغیر)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ (ترمذی)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا

ان میں کوئی حق نہیں...... دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے"۔

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۷۵-۳۷۶)

روزہ عبادات کی معراج

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"روزے میں تمام عبادات کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ روزہ ایک رنگ میں عبادات کا معراج ہے اور تعلق باللہ کے لحاظ سے روزہ مومن کی زندگی میں بہت ہی زیادہ اہم ہے اور جتنا رمضان میں تعلق باللہ کے ذرائع میسر آتے ہیں اور تحریک و تحریص پیدا ہوتی ہے دوسرے دنوں میں اس قدر تحریک و تحریص کا ہونا ممکن نہیں"۔

(الفضل ۸۸-۴-۱۵)

پھر فرمایا:۔

"درحقیقت روزہ تو عبادت کا معراج ہے۔ روز سب عبادتوں میں افضل ہے اور اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں۔ تمام عبادتیں اپنے عروج تک پہنچ کر روزہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس سے اوپر صرف حج کا مقام ہے اور حج کے بعد روزہ کا مقام آتا ہے۔ باقی سب عبادتیں ان دونوں عبادتوں کے تابع ہیں"......

(خطبہ فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء)

رمضان کے اس مہینہ میں فرض نمازوں کے بعد نماز تہجد کو ایک خاص اہمیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ بھی بمنزلہ فرض کے ہی سمجھی جانی چاہیئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا گیا"۔ (نسائی)

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے"۔ (نسائی)

لہذا رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ وہ دو چار ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ رات کے آخری حصہ میں نوافل کی ادائیگی کرنا زیادہ افضل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کے لئے خاص طور پر تحریک و ترغیب دلایا کرتے تھے۔(ترمذی)

تہجد اور تراویح

نمازِ تراویح کوئی الگ نماز نہیں ہے بلکہ نماز تہجد کو ہی ایک سہولت کی خاطر اول وقت میں پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن بہت ہی اچھا ہو کہ نماز تہجد ہی اپنے اصل وقت پر ادا کی جائے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت ﷺ کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ ﷺ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے رات کے اول حصہ میں اسے پڑھا۔ ۲۰ رکعات بعد میں پڑھی گئیں مگر آنحضرت ﷺ کی سنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی"۔

(بدر ۶ فروری ۱۹۰۸ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۷۶)

گویا اصل یہی ہے کہ یہ نوافل تہجد کے وقت ہی ادا کئے جائیں ہاں ..... نماز تراویح بھی ادا کریں تو اور اچھی بات ہے۔ نوافل اور نیکی میں زیادتی تو خیر کا موجب ہوتی ہے اور ویسے بھی یہ تہجد ہی تو ہے جس کو قرآن کریم نے "نَافِلَةً لَّكَ" کہا۔

تہجد سے خالی روزے ادھورے اور بے معنی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"اِنَّ فِی السَّحُوْرِ بُرُکَۃً"

یعنی سحری کے کھانے میں بھی برکت ہے تو یہ سحری کا کھانا برکتوں والا تو تبھی بنے گا جب سحری سے پہلے کچھ خدا سے راز و نیاز کی باتیں ہوں گی جب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوئے ہوں گے۔ اس کے شکرانے کے نوافل ادا کئے ہوں گے۔ تبھی یہ سحری "برکۃ" کا موجب ہوگی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اسی امر کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رمضان میں صرف روزوں کی تلقین نہیں کرنی چاہیئے بلکہ روزوں کے لوازمات کی طرف بھی توجہ دینی

چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ سرسری طور پر جائزہ لیا۔ نوجوانوں سے پوچھنا شروع کیا روزہ رکھا ہے یا نہیں رکھا؟ کیسا رہا؟ کس طرح رکھا؟ تو اکثر یہ دیکھا گیا یعنی اکثر یہ جواب ملا کہ ہم نے سحری کھا کر روزہ رکھا اور نفلوں کا کوئی ذکر نہیں تھا حالانکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور میں نے اس میں تہجد کی سنت تمہارے لئے قائم کر دی ہے۔ پس تہجد ویسے بھی بہت اچھی چیز ہے۔ قرآن کریم نے اس کو بہت ہی تعریف کے رنگ میں پیش فرمایا ہے اور اس کی بہت سی برکتیں بیان فرمائی ہیں۔ یہ مقامِ محمود تک لے جانے والی چیز ہے لیکن رمضان المبارک سے تہجد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے سوا آنحضرت ﷺ کو اتنی لمبی تہجد پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔ بعض دفعہ آپ ﷺ تقریباً ساری رات کھڑے ہو کر گزار دیتے تھے۔

پس رمضان کے ساتھ تہجد کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ وہ روزے جو تہجد سے خالی ہیں وہ بالکل ادھورے اور بے معنی روزے ہیں۔ اس لئے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ تہجد کی تلقین کرنی چاہیئے۔ قادیان یا ربوہ کے جس ماحول کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں عموماً یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا خصوصاً قادیان میں کہ کوئی بچہ اٹھ کر آنکھیں ملتا ہوا کھانے کی میز پر آ جائے۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ وہ ضرور پہلے نفل پڑھے۔ لازمی ان معنوں میں کہ سبھی کرتے تھے۔ اس نے یہی دیکھا تھا اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بعض دفعہ بچے کی LATE آنکھ کھلتی ہے یعنی زیادہ دیر ہو جاتی ہے تو کھانا بھی جلدی میں کھاتا ہے لیکن قادیان کے بچے پھر تہجد بھی جلدی میں پڑھتے تھے۔ یہ نہیں کرتے تھے کہ اب تہجد پڑھنے کا وقت نہیں رہا صرف کھانا کھائیں بلکہ اگر کھانے کے لئے تھوڑا وقت ہے تو تہجد کے لئے بھی تھوڑا وقت تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ دو نفل جس کو عام طور پر ٹکریں مارنا کہتے ہیں اس طرح کے نفل پڑھے اور اسی طرح کا کھانا کھایا یعنی دو لقمے جلدی جلدی کھا لئے لیکن انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ روحانی غذا کی طرف بھی توجہ دیں اور جسمانی غذا کی طرف بھی توجہ دیں اور یہ انصاف ان کے اندر پایا جاتا تھا جو ان کو بچپن سے ماؤں نے دودھ میں پلایا ہوا تھا.....''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۸ء)

لیلۃ القدر۔ مبارک اور بزرگ رات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کو بہترین رات قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ

بھی ہوتا ہے۔ ہر فرد کی حقیقی اور مقبول توبہ کی گھڑی کو بھی صوفیاء نے اس کی لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ امت کی ایک اجتماعی عمومی لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔ یہ انوار وافضال اور رحمتوں اور برکتوں کی رات ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس رات کی عظمت کے بارے میں فرمایا:۔

(ترجمہ):۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ آیا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ جو شخص اس رات سے فائدہ نہ اٹھا سکا وہ تمام خیر سے محروم ہوا اور اس کی خیر و برکت سے سوائے محروم انسان کے کوئی خالی نہیں رہتا۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے کہ جس شخص کو لیلۃ القدر میں کامل ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کرنے کی توفیق ملی تو اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

"جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نزول فرماتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے"۔

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (مسند احمد و ابن ماجه)

کہ اے اللہ یقیناً تو تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف کر۔

اعتکاف

رمضان کے بابرکت مہینہ کے آخری عشرہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

"نبی کریم ﷺ (رمضان کے) آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے"۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ کی ہی دوسری روایت ہے کہ:۔

"آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت میں جتنی کوشش و محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ:۔

"آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف کرتی رہیں"۔

 (بخاری کتاب الصوم)

اعتکاف کا ثواب بھی احادیث میں بہت بیان ہوا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ:۔

"آنحضرت ﷺ نے معتکف کے بارہ میں فرمایا کہ وہ مسجد میں رہ کر کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے اور مسجد میں رہنے کے باعث بہت سی نیکیوں سے محروم ہوتا ہے ان کا ثواب بھی اس کے حق میں لکھا جاتا ہے"۔ (ابن ماجہ)

نیز معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معتکف اپنے آپ کو کلی طور پر خدا کے حضور ڈال دیتا اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک تو مجھ پر رحم فرمائے۔ (در منثور)

پھر فرمایا خدا کی راہ میں ایک دن اعتکاف کرنے والے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تیس ایسی خندقیں بنادے گا جن کے درمیان فاصلہ شرق و غرب سے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ ہوگا"۔ (در منثور)

آخری بات

رمضان کا مہینہ ہمارے لئے ایک درس اور پیغام لے کر آتا ہے جس کی طرف پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ہماری توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رمضان یا دوسری عبادتوں کے بعد ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا فرض ختم ہوگیا۔ اگر ہم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو ہمارے لئے کون سی بات ہے اور اگر کمایا ہے تو پھر اس خزانہ کی حفاظت ضروری ہے۔ جو حاصل کیا ہے تا چور نہ لے جائیں۔ یاد رکھو چور ہمیشہ وہیں پڑتا ہے جہاں کچھ ہو۔ جب تم نے کوئی نیکی کی ہے اور خزانہ جمع کیا ہے تو کیا سمجھتے ہو شیطان اب تم پر حملہ آور نہیں ہوگا؟ پس اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے اور اگر کمایا ہے تو یاد رکھو کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب

تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان ضرور چرانے کی کوشش کرے گا۔ اب وقت ہے کہ زیادہ سے زیادہ فکر کے ساتھ ہم اپنے اس خزائن کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدایا ہم پہلے بالکل فقیر تھے۔ چور اور ڈاکوؤں کی نظر ہم پر نہ پڑتی تھی مگر اب تو نے اپنے فضل سے ہمیں ایک خزانہ دیا بخشا ہے کیونکہ تو نے ہمیں روزوں کی توفیق دی...... یہ خزانہ بھی (جو ہم نے رمضان میں کمایا ہے) نظر نہیں آتا اور اس کو چرانے والا بھی نظر نہیں آسکتا...... اس لئے اے ہمارے خدا تو ہی خزانہ کی حفاظت فرما۔ تو نے ہمیں یہ بخشا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما تاکہ ہم پھر خالی ہاتھ تیرے پاس نہ آئیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ جولائی ۱۹۸۴ء)

طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(فرمودہ ۴ر جنوری ۱۹۰۱ء ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

"خدام الاحمدیہ جیسی جماعت کا وجود ایک نہایت ہی اور اہم کام ہے اور نوجوان کی درستی اور اصلاح اور ان کا نیک کاموں میں تسلسل ایک ایسی بات ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا"۔

(الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

دسویں آل پاکستان سر محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ

کا افتتاح انشاء اللہ مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۹۵ء بمقام پڑی گراؤنڈ کنری سندھ ضلع عمر کوٹ میں ہوگا۔ اس لئے قائدین اضلاع و علاقہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے علاقہ کی ٹیم کو اس فقید المثال ٹورنامنٹ میں بھجوائیں۔ اپنی ٹیم کی حتمی شرکت کے سلسلہ میں خاکسار کو مورخہ ۲۰ر فروری ۹۵ء تک مطلع کریں

عبد المجید زاہد

صدر سر محمد ظفر اللہ خان اسپورٹس کلب

میرپور خاص ڈویژن سندھ

ایڈریس

کاشانۂ عزیز۔ امیر آباد کنری سندھ ضلع عمر کوٹ

فون نمبر:- 214- کوڈ نمبر:- 02239

نتیجہ مقابلہ خلافت جوبلی عَلَم انعامی ۹۴-۱۹۹۳ء

مقابلہ خلافت جوبلی عَلَم انعامی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں درج ذیل مجالس نے امتیاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ اعزاز سب کے لئے مبارک فرمائے۔

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ دار الذکر فیصل آباد اول اور خلافت جوبلی عَلَم انعامی کی مستحق قرار پائی۔

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ فضل عمر فیصل آباد دوم و سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔

۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور سوم و سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔

۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ شاہدرہ فیکٹری ایریا لاہور۔

۵۔ مجلس خدام الاحمدیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد کراچی۔

۷۔ مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ کراچی۔

۸۔ مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ کالونی کراچی۔

۹۔ مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی۔

۱۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ سٹیل ٹاؤن کراچی۔

سید طاہر محمود ماجد

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بنیادی معیار مقابلہ خلافت جوبلی علم انعامی ۹۵-۱۹۹۴ء

۱۔ نومبر تا اکتوبر بارہ ماہ کی رپورٹس مرکز میں موصول ہوئی ہوں اور ان میں سے کم از کم گیارہ بروقت ہوں۔
۲۔ سال نو کی فہرست تجنید بروقت ستمبر کے آخر تک آگئی ہو۔
۳۔ سال نو کا بجٹ بروقت تشخیص کر کے بھجوایا ہو اور سال رواں کی وصولی ۱۵ اکتوبر تک سو فیصد ہو۔
۴۔ سالانہ مرکزی اجتماع میں نمائندگی ہو۔
۵۔ سالانہ مرکزی تربیتی کلاس میں نمائندگی ہو۔
۶۔ کم از کم ۱۰ ماہ مطالعہ کتب کی رپورٹ آئی ہو اور ہر ماہ اوسطاً ۲۵ فیصد خدام نے مطالعہ کیا ہو۔
۷۔ مرکزی امتحانات میں کم از کم ۵۰ فیصد خدام کی شمولیت ہو۔
۸۔ اصلاح و ارشاد کا ٹارگٹ کم از کم ۵۰ فیصد حاصل کر لیا ہو۔
۹۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات براہ راست سننے والے خدام کی اوسط تعداد مجلس کے کل خدام کی کم از کم ۵۰ فیصد ہو۔
۱۰۔ مجلس کے کم از کم پچاس فیصد خدام رسالہ خالد کے خریدار ہوں۔

سید طاہر محمود ماجد
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بنیادی معیار مقابلہ بین الاضلاع ۹۵-۱۹۹۴ء

۱۔ (نومبر تا اگست) ضلع کی ماہانہ رپورٹس ۱۰ ماہ کی سو فیصد وصول ہو چکی ہوں اور آٹھ رپورٹس بروقت ہوں۔
۲۔ قائد ضلع یا ان کی عاملہ نے ضلع کی سو فیصد مجالس کا دورہ کیا ہو۔
۳۔ ضلع کے تدریجی بجٹ کا ۸۰ فیصد ۳۱ اگست تک وصول ہو چکا ہو اور صفر وصولی والی کوئی مجلس نہ ہو۔
۴۔ ضلعی ریفریشر کورس میں ضلع بھر کے ۸۰ فیصد عہدیداران کی شمولیت ہو یا ضلعی سالانہ اجتماع میں ۸۰ فیصد مجالس کی نمائندگی ہو۔
۵۔ مرکزی امتحانات میں کم از کم ۷۵ فیصد مجالس کی شمولیت ہو اور ضلع کے ۲۵ فیصد خدام نے شرکت کی ہو۔
۶۔ مرکز کی طرف سے مقررہ ماہانہ کتب کا ہر ماہ ۵۰ فیصد مجالس نے مطالعہ کیا ہو۔
۷۔ خدام و اطفال کی سو فیصد مجالس سے کم از کم ۵ ماہ کی رپورٹس آئی ہوں۔
۸۔ انتخابات اور تشخیص بجٹ سو فیصد مجالس کا بروقت ہو۔
۹۔ فہرست تجنید سو فیصد مجالس سے مل چکی ہو۔
۱۰۔ ۱۰ فیصد مجالس نے مقامی تربیتی کلاس یا اجتماع منعقد کیا ہو۔
۱۱۔ تعلیم القرآن کلاس کے سلسلہ میں ۵۰ فیصد مجالس میں کام شروع ہو چکا ہو۔
۱۲۔ مرکزی تربیتی کلاس میں کم از کم ۵۰ فیصد مجالس کی نمائندگی ہو۔
۱۳۔ ضلعی ٹارگٹ پھل کم از کم ۵۰ فیصد حاصل کیا جا چکا ہو۔

سید طاہر محمود ماجد
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعویٰ مُصلح موعود کے بعد پہلی نظم

حضرت مُصلح موعود کے اپنے دستِ مُبارک سے تحریر شدہ اِس نظم کا چربہ

15/6/44

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو — راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو — لب پر ہو ذکر تیرا دِل میں تری وفا ہو

مِٹ جاؤں مَیں تو اس کی پرؔوا نہیں ہے کچھ بھی — میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

شیطاں کی حکومت مِٹ جائے اِس جہاں سے — حاکم تمام دُنیا پہ میرا مصطفےٰ ہو

محمودؔ عُمر میری کٹ جائے کاش یونہی — ہو رُوح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۵۱۲)

Monthly **Khalid** Rabwah

REGD. NO. L5830 | Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz | FEBRUARY 1995